

اردو کی ادبی تنقید اور تجزیے میں مصنوعی ذہانت کا کردار

ڈاکٹر فضل کبیر* / فیاض علی**

Abstract:

This article explores the emerging role of artificial intelligence (AI) in the field of Urdu literary criticism and analysis. With the rapid technological advancements of the 21st century, AI has begun to influence not only scientific and industrial domains but also the humanities, including literature. As literature reflects human experience and cultural consciousness, questions have arisen about the capacity of AI to interpret, critique, or even generate literary content. While AI has shown promise in assisting with linguistic analysis and structural evaluation, its limitations in grasping metaphor, emotion, and contextual depth pose significant challenges—particularly in a linguistically and culturally rich tradition like Urdu. This study critically examines the extent to which AI can contribute to the analytical dimensions of Urdu literature, evaluates existing tools and methodologies, and reflects on the future possibilities of human-machine collaboration in literary discourse. The findings suggest that although AI can serve as a valuable aid in literary analysis, it can not yet replace the human intellect and sensitivity required for nuanced literary interpretation.

Key words: Criticism, Artificial Intelligence, Literature, Linguistic

* لیکچرار، شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

** ایم فل سکالر، شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

تمہید

ادب اور ٹیکنالوجی کا ہمیشہ سے گہرا رشتہ رہا ہے۔ ٹیکنالوجی نے ہر دور میں زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح ادب پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ انسانی فکری، سائنسی اور سماجی ترقی نے ہمیشہ سے ادب پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ اکیسویں صدی میں مصنوعی ذہانت یعنی اے آئی نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہوا ہے، اسی طرح ادبی تنقید اور تجزیے کے میدان میں بھی اس کی اہمیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اردو ادب، جو اپنی وسعت، تنوع، موضوعات، اسالیب اور گہرائی کے سبب جانا جاتا ہے، عہد جدید میں اس قسم کے نئی مشکلات اور مواقع کا سامنا کر رہا ہے۔

اس مقالے کا موضوع "اردو کی ادبی تنقید اور تجزیے میں مصنوعی ذہانت کا کردار" ہے۔ اس ریسرچ کی نوعیت (Qualitative Nature of Research) ہے۔ اس میں اس سوال کا جواب تلاش کیا جائے گا، کہ کیا مصنوعی ذہانت ادبی متون کے تنقیدی جائزے اور تجزیے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے؟ اور اگر ہاں، تو اس کا دائرہ کار اور حدود و قیود کیا ہوں گے؟ اس مقالے کے لیے اے آئی کے مختلف ورژن، تنقیدی کتب، رسائل، مقالات اور مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مصنوعی ذہانت کا تعارف

مصنوعی ذہانت کمپیوٹر سائنس کی وہ شاخ ہے جو مشینوں کو انسانی ذہانت کی مانند بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ ماہرین مصنوعی ذہانت کہتے ہیں:

”مصنوعی ذہانت مشین کی اس صلاحیت کا نام ہے۔ جس کے ذریعے وہ قدرتی یا انسانی ذہانت

کی نقالی کر سکے۔“^(۱)

مصنوعی ذہانت بنیادی طور پر کمپیوٹر کے ایسے نظام پر مشتمل ہے، جو انسانی ذہانت کی نقل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ مشینیں موجودہ ڈیٹا کی بنیاد پر استدلال کرتی ہیں، فیصلے صادر کرتی ہیں اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ادبی تجزیے اور تنقید میں مصنوعی ذہانت کے استعمال کے کئی پہلوؤں ہیں، جیسے: متن کی تشریح، موضوعاتی تجزیہ، اسلوبیاتی تحقیق، مصنف کی شناخت، اور ترجمہ شامل ہیں۔

مصنوعی ذہانت کے اثرات کے حوالے سے یووال نوح ہراری لکھتے ہیں:

”ہم سب کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ AI تاریخ کی پہلی ٹیکنالوجی ہے جو خود فیصلے

کر سکتی ہے اور نئے خیالات تخلیق کر سکتی ہے۔ پچھلی تمام انسانی ایجادات نے انسانوں کو باختیار بنایا ہے، کیونکہ نیا آلہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، اس کے استعمال کے بارے میں فیصلے ہمیشہ ہمارے ہاتھ میں رہتے تھے۔ چاقو اور بم خودیہ فیصلہ نہیں کرتے کہ کس کو مارنا ہے۔ وہ بے وقوف اوزار ہیں، معلومات پر کارروائی کرنے اور آزادانہ فیصلے کرنے کے لیے ضروری ذہانت کی کمی ہے۔ اس کے برعکس، AI کے پاس خود معلومات پر کارروائی کرنے کے لیے درکار ذہانت ہے۔“ (۲)

تجزیہ

لفظ "تجزیہ" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا لغوی مطلب تقسیم کرنا اور تحلیل کرنا ہے۔ ریختہ پر اس کی تعریف یہ کی گئی ہے:

”کسی چیز کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور تقسیم کرنا، کسی مرکب کے اجزاء کو الگ الگ کرنا جن سے اس کی ترکیب ہوئی ہے۔“ (۳)

تجزیہ کے لیے انگریزی میں Analysis کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح میں ادبی تجزیہ ایک ایسے عمل کا نام ہے، جس میں کسی ادبی متن کو اس کے فنی، فکری، اسلوبیاتی اور نظریاتی پہلوؤں سے جانچا جاتا ہے۔ پہلے وقتوں میں یہ تجزیہ نقاد، اساتذہ، اور محققین کیا کرتے تھے، لیکن جدید دور میں مصنوعی ذہانت سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے اور اے آئی مختصر وقت میں کسی متن کے حوالے سے بہتر تجزیہ فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ادبی تنقید

تنقید عربی زبان کا لفظ ہے، اس کے لغوی معنی جانچ، پرکھ، تمیز اور کھرے اور کھولنے کو الگ کرنا کے ہیں۔ انگریزی میں تنقید کا متبادل Criticism ہے۔ اصطلاح میں کسی ادب پارے کے محاسن و معائب بیان کرنے کو تنقید کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی لکھتے ہیں:

”اصطلاح میں محاسن و معائب کا صحیح اندازہ کرنا اور اس پر کوئی رائے قائم کرنا تنقید کہلاتا ہے۔ انگریزی میں تنقید کے لیے جو (Criticism) کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کے اصلی معنی عدل و انصاف کے ہیں۔“ (۴)

نور الحسن نقوی لکھتے ہیں:

”بعض نقادوں کا خیال ہے کہ تنقید کو صرف خوبیوں سے سروکار رکھنا چاہیے، بعض کا خیال ہے کہ اسے صرف خرابیوں سے خبردار کرنا چاہیے لیکن یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ تنقید دونوں پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد کسی کارنامے کی قدر و قیمت کا تعین کرتی ہے۔“ (۵)

ادبی تنقید اور تجزیے میں مصنوعی ذہانت کا کردار

1- متن کی تشریح اور معنیاتی تجزیہ

ادبی تنقید میں سب سے اہم کام کسی متن کے معنی اور اس کے پس منظر کو سمجھنا ہوتا ہے۔ آج کل مصنوعی ذہانت کے تعاون سے الفاظ، جملوں اور پورے بیانیے کی تشریح کرنا بڑی حد تک ممکن ہے۔ جدید اے آئی ماڈل، جیسا کہ چیٹ جی پی ٹی، ڈیپ سیک اور گوگل جیمینائی الفاظ کے باہمی ربط کو سمجھنے اور کسی متن کے مرکزی خیالات کو اجاگر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان میں ہر فکری دبستان کے جملوں کی وضاحت کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، اردو شاعری میں الفاظ کے مختلف معانی اور استعاراتی استعمال کو اے آئی کے ذریعے بڑی حد تک بہتر طور پر تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ جہاں شعر میں لفظ لغوی مطلب میں استعمال ہوا ہو، وہاں لغوی مفہوم سامنے لاتی ہے اور جہاں لفظ استعارے یا علامت کے طور میں استعمال کیا گیا ہو، تو وہاں اس کے علامتی اور استعاراتی مفہوم اجاگر کرتی ہے۔ استعاراتی اور علامتی مفہوم کی وضاحت میں بعض مقامات پر اس سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں، مگر یہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے، ابھی اس کی تربیت ہو رہی ہے، اس کو ڈیٹا دیا جا رہا ہے، امید ہے کہ مستقبل میں اس کا معیار موجودہ صورت سے کافی بہتر ہو جائے۔ شعر یا نثر میں الفاظ کے معانی مختلف سیاق و سباق میں مختلف ہو سکتے ہیں، جنہیں اے آئی الگ الگ زاویوں سے پرکھ سکتی ہے۔

مثالیں ملاحظہ کیجیے:

کمانڈ: "میرا قلم نہیں کردار اس محافظ کا جو اپنے شہر کو محصور کر کے ناز کرے

میرا قلم نہیں کاسہ کسی سبک سر کا جو غاصبوں کو قسیدوں سے سرفراز کرے

میرا قلم نہیں تسبیح اس مبلغ کی جو بندگی کا بھی ہر دم حساب رکھتا ہے

ان اشعار کی تشریح اور معنیاتی تجزیہ کیجیے:

چیٹ جی پی ٹی: 4o

یہ اشعار ایک طاقتور بیانیہ رکھتے ہیں اور شاعر کے نظریاتی اور مزاحمتی رویے کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں قلم کی آزادی، سچائی کے اظہار، اور حق پرستی کے اصولوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ہر شعر میں ایک خاص طرز فکر کی نفی کی گئی ہے اور اس کے برعکس، ایک اعلیٰ اخلاقی معیار پیش کیا گیا ہے۔

پہلا شعر:

"میرا قلم نہیں کردار اس محافظ کا
جو اپنے شہر کو محصور کر کے ناز کرے"

یہاں شاعر ایک ایسے محافظ (نگہبان) کی مذمت کر رہا ہے جو اپنے ہی شہر کو محصور (قید) کر کے فخر محسوس کرتا ہے۔ اس سے مراد وہ طاقتور عناصر ہو سکتے ہیں جو عوام کی فلاح کے بجائے ان پر جبر کرتے ہیں اور پھر اس پر غرور بھی کرتے ہیں۔ شاعر اپنے قلم کو ایسے کردار کا ساتھی بنانے سے انکار کرتا ہے جو ظلم اور جبر کی حمایت کرے۔

دوسرا شعر:

"میرا قلم نہیں کاسہ کسی سبک سر کا
جو غاصبوں کو قصیدوں سے سرفراز کرے"

یہاں شاعر اپنے قلم کو ایک ایسے کاسہ (بھیک مانگنے والے پیالے) کے ساتھ تشبیہ دینے سے انکار کرتا ہے جو کسی ناپختہ، کم ظرف شخص کے ہاتھ میں ہو، جو اپنے مفاد کے لیے ظالموں اور جاہلوں کی مدح سرائی کرے۔ شاعر ان درباری شاعروں اور دانشوروں پر طنز کر رہا ہے جو طاقتور اور جاہل حکمرانوں کی خوشامد میں مشغول ہوتے ہیں۔

تیسرا شعر:

"میرا قلم نہیں تسبیح اس مبلغ کی
جو بندگی کا بھی ہر دم حساب رکھتا ہے"

یہاں شاعر اپنے قلم کو ایسے مبلغ (مذہبی رہنما) کے تسبیح سے تشبیہ دینے سے انکار کر رہا ہے جو عبادت اور بندگی کو خالص عقیدت کی بجائے حساب کتاب کے پیمانے سے ناپتا ہے۔ یعنی وہ مذہبی شخصیات جو اپنی عبادت کو دکھاوے، کاروبار یا ذاتی فوائد کے لیے استعمال کرتی ہیں، شاعر ان کے طرز عمل کی مذمت کرتا ہے اور اپنے قلم کو ان کے ہاتھ میں دینے سے انکار کرتا ہے۔

مجموعی تجزیہ

یہ اشعار ایک نظریاتی اور انقلابی سوچ کی عکاسی کرتے ہیں، جہاں شاعر نے اپنے قلم کی آزادی اور خودداری کو نمایاں کیا ہے۔ وہ جبر و استبداد، منافقت، اور خوشامد پسندی کے خلاف کھڑا ہے اور اپنے قلم کو ایک سچائی کا ترجمان بنانا چاہتا ہے۔ یہ شاعری ایک مزاحمتی بیانیہ رکھتی ہے، جو ہر اس شخص کے لیے مشعل راہ ہو سکتی ہے جو حق اور سچ کی راہ پر چلنا چاہتا ہے۔^(۵)

چیٹ جی پی ٹی نے بہترین تجزیہ پیش کیا ہے۔ شعر کی تفہیم کے ساتھ ساتھ بیان و بدلیج کے نازک ترین نکتوں بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ ایک دو مقامات پر گرائمر کی غلطیاں ہیں، لیکن وقت کے ساتھ اس کی بہتری آسکتی ہے۔ اشعار کی تشریح اور معنیاتی تجزیے کے دوران شاعر کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ ابھی اے آئی کے مختلف ٹول سے بعض مقامات پر اس نوعیت کی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ باقی جو تجزیہ پیش کیا گیا ہے، وہ بہترین ہے۔

کمانڈ:

سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے رات اسے چاند تکتا رہتا ہے ستارے بام فلک سے اتر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں سنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں
یہ اشعار کس کے ہیں؟ ان کا فکری تجزیہ پیش کیجیے۔"

ڈیپ سیک:

یہ اشعار معروف پاکستانی شاعر احمد فراز کی غزل سے ہیں، جو ان کے شعری مجموعے میں شامل ہیں۔ یہ غزل اپنی رومانوی اور تصویری کیفیت کی وجہ سے خاصی مشہور ہے۔

فکری تجزیہ

رومانویت اور محبوب کی توصیف

احمد فراز نے ان اشعار میں محبوب کی خوبصورتی کو فطری عناصر (پھول، چاند، ستارے، تتلیاں، جگنو) کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا ہے:

"سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں" — یہاں محبوب کی باتوں کو اس قدر نرم اور دلکش بتایا گیا ہے کہ وہ پھولوں کی بارش کر دیتی ہیں۔

"ستارے بام فلک سے اتر کے دیکھتے ہیں" — یہاں محبوب کی کشش کو اتنا طاقتور دکھایا گیا ہے کہ ستارے بھی آسمان سے اتر کر اسے دیکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

فطرت اور حسن کا امتزاج

فراز نے محبوب کے حسن کو فطرت کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے نظر آتے ہیں۔

"سنائے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں" — یہاں محبوب کی طرف تتلیوں کا رجحان اس کی دلکشی کو ظاہر کرتا ہے۔

"سنائے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں" — رات کے اندھیرے میں جگنوؤں کا ٹھہرنا محبوب کی چمک دمک کو اجاگر کرتا ہے۔

استعاراتی زبان اور شاعرانہ تکنیک

فراز نے استعارات اور تشبیہات کا خوبصورت استعمال کیا ہے، جیسے:

پھولوں کا جھڑنا → محبوب کی باتوں کی مٹھاس

چاند کا تکتے رہنا → محبوب کی جانب مسحور کن توجہ

تتلیوں اور جگنوؤں کا عمل → فطرت کا محبوب کے حسن پر مر مٹنا

تخیل کی بلندی

یہ اشعار احمد فراز کے وسیع تخیل کی عکاسی کرتے ہیں، جہاں وہ محبوب کو صرف انسان نہیں بلکہ ایک ایسی ہستی بنا دیتے ہیں جس پر پوری کائنات فدا ہو جاتی ہے۔

نتیجہ

احمد فراز کی یہ غزل نہ صرف رومانوی شاعری کا شاہکار ہے بلکہ اس میں فطرت اور انسانی جذبات کا گہرا رشتہ بھی دکھائی دیتا ہے۔ ان اشعار میں محبت کو ایک ایسی قوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو کائنات کو متاثر کرتی ہے۔

مزید تفصیل کے لیے آپ رکھتیاں دیگر ادبی مصادر کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔^(۷)

یہ تجزیہ ڈیپ سیک کا ہے۔ کمانڈ دیتے وقت جان بوجھ کر شاعر کا نام نہیں دیا گیا تھا۔ ڈیپ سیک نے شاعر کا حوالہ بھی دیا ہے اور اشعار میں مستعمل علم بیان کے ارکان کی بھی بہترین وضاحت پیش کی ہے۔ چیٹ جی پی ٹی کی نسبت ڈیپ سیک سے قواعد کی غلطیاں زیادہ سرزد ہوتی ہیں۔ ابھی اس کی زبان چیٹ جی پی ٹی کے مقابلے میں کسی حد تک کمزور ہے۔

2- اردو ادب کے اسلوبیاتی تجزیے میں مصنوعی ذہانت کا استعمال

ہر ادیب کا اپنا منفرد اسلوب ہوتا ہے۔ وہ اسلوب اس کی ادبی شناخت کا سبب ہوتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے الگور تھم کسی متن میں الفاظ کے استعمال، جملوں کی ساخت، اور بیانیے کے انداز کو تجزیے کے ذریعے شناخت کر سکتے ہیں۔ مثلاً، اگر منو، کرشن چندر، بیدی، شیکسپیر، شیخ سعدی، ٹالسٹائی، موباسا، مارکیز اور چیخوف کی تحریروں کا تجزیہ کرنے کے لیے کمانڈ دیئے جائیں، تو اے آئی بڑی حد تک ان کے جملوں کی ساخت، بیانیے کے انداز اور موضوعاتی رجحانات کا موازنہ کر سکتی ہے۔ اس سے بعض اوقات ادبی تنقید خصوصاً اردو تنقید میں وہ باریکیاں سامنے آسکتی ہیں، جو بعض روایتی نقادوں کی نظروں سے بھی اوجھل رہتی ہیں، لیکن اے آئی ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اردو کے ہر جملے اور بیانیے کی شناخت کر سکے۔ بعض اوقات بڑے بڑے شعر اور ادیبوں کے اشعار اور نمائندہ جملے کسی دوسرے شاعر اور ادیب سے منسوب کر دیتی ہے۔ اس کے لیے حوالہ نمبر ۱۱ ملاحظہ کیجیے۔ البتہ انگریزی زبان میں اس کی کارکردگی کافی بہتر ہے، کیونکہ اے آئی کے پاس انگریزی زبان کا کافی وسیع ڈیٹا موجود ہے۔

3- مصنف کی شناخت اور سرقہ شناسی

ادب میں ایک بڑا مسئلہ سرقہ (Plagiarism) اور مستند شناخت کا بھی ہے۔ مصنوعی ذہانت کے توسط سے کسی حد تک یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کوئی تحریر کسی معروف مصنف کی ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ بڑی حد تک مصنوعی ذہانت یہ شناخت کر سکتی ہے کہ کوئی ادیب کسی دوسرے مصنف کے اسلوب کی نقل کر رہا ہے یا یہ اس کا اپنا انداز تحریر ہے؟ مثلاً، اگر کوئی نئی نظم غالب، میر، اقبال یا فیض کی طرز پر لکھی گئی ہو، تو بعض موقعوں پر اے آئی اس کا لسانیاتی اور اسلوبیاتی تجزیہ کر کے بتا سکتی ہے کہ یہ اصل میں کس کی تخلیق ہے، بعض جگہوں میں بڑے بڑے شعرا کے معروف اور نمائندہ اشعار دوسروں سے منسوب کر دیتی ہے۔ ساحر کے معروف شعر "ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت۔۔۔۔۔" کو محسن بھوپالی سے منسوب کیا ہے۔ حوالہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ کیجیے۔ بعض معروف غزلوں اور نظموں کا صحیح اندازہ لگا سکتی ہے۔ ایک کمانڈ میں تنقید کی غرض سے اشعار دیئے گئے ہیں اور کمانڈ میں یہ ذکر بھی کیا گیا ہے کہ

یہ کس کے اشعار ہیں؟ جیمینائی نے فیض کا نام بھی بتایا ہے اور ساتھ میں اس کی معروف نظم "رقیب کا حوالہ بھی پیش کیا ہے۔ اس کے لیے حوالہ نمبر ۱۳ دیکھ سکتے ہیں۔

4۔ اردو ادب میں موضوعاتی اور رجحانی تجزیہ

مصنوعی ذہانت کی مدد سے کسی مخصوص دور کے ادبی رجحانات کا جائزہ لیا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، بیسویں صدی کے اردو افسانے، ناول، اور شاعری میں "حب الوطنی"، "مزاحمت"، "اشتراکیت" اور "رومانیت" کے موضوعات پر تحقیق کے لیے مصنوعی ذہانت معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

مشین لرننگ کی تکنیکیں بڑی تعداد میں متون کو اسکین کر کے یہ جانچنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، کہ کسی خاص دور میں کن موضوعات پر زیادہ لکھا گیا ہے؟ اس عہد کے سیاسی، اقتصادی، سماجی اور سیاسی حالات کیا تھے؟ اور اس عہد میں کس قسم کے الفاظ زیادہ استعمال ہوئے؟ مصنوعی ذہانت کی مدد سے اس قسم کی تحقیق روایتی انسانی نقاد کے مقابلے میں زیادہ سرعت اور وسعت کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

کمانڈ: "بیسویں صدی کے اردو کے ناولوں کے موضوعات کیا تھے؟"

چیٹ جی پی ٹی ۴:۰:

"بیسویں صدی کے اردو ناولوں کے موضوعات بہت متنوع اور وسیع تھے، کیونکہ یہ صدی برصغیر کی تاریخ، سماجی تبدیلیوں، آزادی کی جدوجہد، تقسیم ہند، ترقی پسند تحریک اور جدیدیت کے اثرات کی عکاسی کرتی ہے۔ درج ذیل اہم موضوعات بیسویں صدی کے اردو ناولوں میں نمایاں رہے:

1۔ سماجی و معاشرتی مسائل

طبقاتی فرق، غربت، جاگیرداری نظام، ذات پات، عورتوں کے مسائل اور حقوق

جیسے: "امر او جان ادا" (مرزا ہادی رسوا)، "گودان" (پریم چند)، "آگ کا دریا" (قرۃ العین حیدر)

۲۔ آزادی کی جدوجہد اور سیاسی شعور

تحریک آزادی، نوآبادیاتی ظلم، حب الوطنی

جیسے: "اداس نسلیں" (عبداللہ حسین)، "اودھ کی شام" (غضنفر)

3۔ تقسیم ہند اور اس کے اثرات

ہجرت، فسادات، سماجی انتشار، نفسیاتی مسائل

جیسے: "آگ کا دریا" (قرۃ العین حیدر)، "خدا کی بستی" (شوکت صدیقی)، "بستی" (انتظار حسین)

4۔ ترقی پسندی اور مزدور طبقہ

استحصا، سوشلسٹ نظریات، مزدوروں اور کسانوں کے مسائل

جیسے: "چاندنی بیگم" (قرۃ العین حیدر)، "ماں جی" (قاضی عبدالستار)

5۔ عورت کا مقام اور نسوانی شعور

خواتین کے حقوق، ان کی نفسیات، گھریلو استحصا

جیسے: "آنگن" (خدیجہ مستور)، "اداس شہر" (حسن منظر)

6۔ نفسیاتی اور وجودی موضوعات

داخلی کشمکش، جدیدیت، وجودیت، انسانی نفسیات

جیسے: "راجہ گدھ" (بانو قدسیہ)، "بستی" (انتظار حسین)

7۔ سائنس فکشن اور مستقبل کے امکانات

سائنسی ترقی، مستقبل کی دنیا، تکنیکی انقلاب

جیسے: "تیسری دنیا" (سبط حسن)، "دوسرا آدمی" (مجتبیٰ حسین)

8۔ دیہی اور شہری زندگی کا تقابل

شہری زندگی کے مسائل، دیہات کی سادگی، نقل مکانی

جیسے: "اداس نسلیں" (عبداللہ حسین)، "گٹودان" (پریم چند)

9۔ تصوف اور روحانیت

باطنی علوم، صوفیانہ افکار، ماورائی موضوعات

جیسے: "راجہ گدھ" (بانو قدسیہ)، "مرآة العروس" (ڈپٹی نذیر احمد)

10۔ مابعد جدیدیت اور علامتی ناول

تمثیل، علامت، تاریخ اور حقیقت کا امتزاج

جیسے: "آگ کا دریا" (قرۃ العین حیدر)، "بستی" (انتظار حسین)

یہ تمام موضوعات بیسویں صدی کے اردو ناولوں میں گہرائی اور وسعت کے ساتھ بیان کیے گئے، جس نے اردو فکشن کو فکری اور ادبی لحاظ سے بہت ترقی دی۔^(۸)

یہ چیٹ جی پی ٹی کا جواب ہے۔ اس جواب میں بیسویں صدی کے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور نوآبادیاتی صورتحال کی مکمل تصویر پیش کی گئی ہے۔ ان حالات کے سبب برصغیر پاک و ہند کا سماج جن مشکلات اور مسائل کا شکار ہوا، ادب نے اس کو کس زاویے سے دیکھا اور پھر پیش کیا، اس کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ اس جواب میں اکثر مقامات پر تکرار پائی جاتی ہے، یعنی مختلف موضوعات کے تحت بعض ناولوں کا ذکر بار بار کیا گیا ہے، حالانکہ ان ناولوں کے موضوعات کا کینوس اتنا وسیع نہیں ہے، لیکن یہ اتنی بڑی نوعیت کی غلطی نہیں ہے۔

5۔ مشینی ترجمہ اور اردو ادب

ادبی دنیا میں ترجمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ فن ترجمہ نے اردو ادب کو عالمی سطح پر متعارف کرایا ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ آج کل مصنوعی ذہانت پر مبنی ترجمہ اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اے آئی کے مختلف چیٹ باٹ میں ہر قسم کا ترجمہ کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ نثر، غزلوں اور نظموں میں مستعمل الفاظ کے سیاق و سباق اور کسی حد تک ان کے ثقافتی اور تہذیبی مطالب کو مد نظر رکھ کر ان کا مفہوم منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ گوگل ٹرانسلیٹ اور دیگر مشینی ترجمے کے ماڈل ابھی تک اردو میں بہت زیادہ فعال نہیں ہیں، لیکن ان میں مسلسل بہتری آرہی ہے۔ اے آئی مستقبل میں اردو متن کے زیادہ معیاری اور سیاق و سباق کے مطابق ترجمے میں مدد دے سکتی ہے۔ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

کمانڈ:

غم ہے یا خوشی ہے تو میری زندگی ہے تو
آفتوں کے دور میں چین کی گھڑی ہے تو
میری رات کا چراغ میری نیند بھی ہے تو
میں خزاں کی شام ہوں رت بہار کی ہے تو
دوستوں کے درمیاں وجہ دوستی ہے تو
میری ساری عمر میں ایک ہی کمی ہے تو
میں تو وہ نہیں رہا ہاں مگر وہی ہے تو

ناصر اس دیار میں کتنا اجنبی ہے تو

ناصر کاظمی

اس غزل کو انگریزی میں ترجمہ (لفظی ترجمہ نہ ہو) کیجیے:

ChatGPT said:

"You Are My Life
Whether it's sorrow or joy,
You are the essence of my life.
In times of storm and strife,
You are my moment of peace.
The lamp that lights my night,
The comfort of my sleep—it's you.
I am an autumn evening,
Yet you remain the breath of spring.
Among friends and companions,
You are the bond that holds us close.
Through all the years I've lived,
The one absence I have felt is you.
I am not who I used to be,
But you—you're still the same.
In this land so distant, so strange,
How alone you seem to be!"⁽⁹⁾

یہاں پر اس نے ناصر کاظمی کی ایک غزل کا انگریزی ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ ایک نثری ترجمہ ہے۔ اس ترجمے میں اس تغزل، آہنگ اور موسیقیت کا فقدان ہے جو اصل زبان میں ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ ترجمہ نثری ترجمہ ہے یعنی منظوم ترجمہ نہیں ہے اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ترجمہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، وہ اصل کا

مقابلہ نہیں کر سکتا، کیوں کہ ہر زبان کا ایک الگ اور منفرد تہذیبی اور ثقافتی مزاج ہوتا ہے۔ باقی لفظیات، محاورے اور تشبیہات کی حد تک کافی بہتر ترجمہ کیا گیا ہے۔

ترجمے کے اصول کے متعلق ڈاکٹر محمد عامر اقبال لکھتے ہیں :

”ترجمہ کرتے وقت متن کا مفہوم سمجھا جاتا ہے اور ساتھ ہی مفہوم کو مطلوبہ زبان میں ڈھالا جاتا ہے۔ یہ ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں وجدان بھی کار فرما ہے۔ ماخذ متن کو سمجھنے کے لیے مترجم کو متن کی خصوصیت اور ساخت کا تجزیہ اور تشریح کرنا ہوتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس کے لیے ماخذ زبان کی نہ صرف گرائمر، نحو، لفظیات اور محاورات وغیرہ کا علم ہونا بہت ضروری ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ زبان کی ثقافت سے آگاہی بھی اشد ضروری ہے۔ مترجم کو اس متن کو مطلوبہ زبان میں ڈھالنے کے لیے مطلوبہ زبان کا بھی اتنا ہی گہرا علم رکھنا ضروری ہے۔“ (۱۰)

6۔ تنقیدی مکاتب فکر کا تجزیہ

ادبی تنقید مختلف مکاتب فکر (Structuralism، Modernism، Formalism،

Postmodernism، Feminism وغیرہ) پر محیط ہے۔ مصنوعی ذہانت مختلف مکاتب فکر کے تناظر میں، ان کے اصولوں کے تحت کسی متن کا بڑی حد تک بہتر تجزیہ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور بتا سکتی ہے کہ کسی خاص نظریہ کے مطابق یہ متن کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔

مثلاً، اگر اردو کے کسی ناول یا کہانی کو مارکسی تنقید یا تائٹیشی تنقید کے زاویے سے دیکھنا مقصود ہو، تو مصنوعی ذہانت اس حوالے سے ڈیٹا اکٹھا کر کے ایک مفصل تجزیہ لکھ سکتی ہے۔ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

کمانڈ: "ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت اے مطرب

ابھی حیات کا ماحول خوش گوار نہیں

یہ شعر کس کا ہے؟ نفسیاتی تنقید کے تحت اس کا تجزیہ کیجیے:

چیٹ جی پی ٹی ۲۰:

"یہ شعر معروف اردو شاعر محسن بھوپالی کا ہے۔

نفسیاتی تنقید کے تحت تجزیہ

نفسیاتی تنقید کسی تخلیق کو مصنف کی نفسیاتی کیفیت، اس کے لاشعوری خیالات، جذباتی کیفیات اور زمانے کے اثرات کے تناظر میں دیکھتی ہے۔ اس شعر کو اسی زاویے سے پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں:

احساسِ بے چینی اور جذباتی جبر

شاعر محبت کے نغمے چھیڑنے سے گریز کی تلقین کر رہا ہے، جو اس کے اندرونی کرب اور بیرونی حالات کے دباؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شاعر کی ذہنی حالت محبت جیسے لطیف احساسات کے اظہار کے لیے سازگار نہیں۔ یہ کسی نفسیاتی تنازع یا دباؤ کی نشاندہی کرتا ہے، جو انسان کو اپنے حقیقی جذبات سے بھی دور رکھتا ہے۔

ماحولیاتی اثر اور نفسیاتی ردِ عمل

"ابھی حیات کا ماحول خوشگوار نہیں" میں شاعر کی عمومی زندگی کے حالات اور ان کے اثرات جھلکتے ہیں۔ نفسیاتی لحاظ سے، انسان بیرونی ماحول سے متاثر ہوتا ہے، اور جب ارد گرد کے حالات پریشان کن ہوں، تو ذہن فطری طور پر خوشی اور محبت جیسے جذبات کو ثانوی حیثیت دے دیتا ہے۔ یہاں شاعر کا تحت الشعور ایک غیر محفوظ ماحول کو ظاہر کر رہا ہے، جہاں خوشی ممکن نہیں۔

نفسیاتی دفاعی میکانزم

شاعر ایک نفسیاتی دفاعی حکمتِ عملی (Defense Mechanism) اپناتے ہوئے محبت جیسے خوشگوار جذبات کو دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ "Repression" یا "Suppression" کہلایا جاسکتا ہے، جہاں انسان کسی ناگوار حقیقت کے باعث اپنے مثبت جذبات کو وقتی طور پر معطل کر دیتا ہے۔

اجتماعی بے چینی (Collective Anxiety)

یہ شعر کسی فرد واحد کے ذاتی جذبات تک محدود نہیں بلکہ ایک اجتماعی نفسیاتی کیفیت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جب کسی سماج میں پریشانی، عدم استحکام، یا خطرات بڑھ جاتے ہیں، تو اجتماعی سطح پر افراد کی نفسیات پر اس کے اثرات پڑتے ہیں۔ اس شعر میں شاعر نہ صرف اپنی بلکہ اپنے عہد کی اجتماعی نفسیاتی کیفیت کو بھی بیان کر رہا ہے۔

Freudian Perspective

سگمنڈ فرائیڈ کے نفسیاتی نظریات کی روشنی میں، محبت بنیادی جبلت (Libido) کا حصہ ہے، لیکن اگر ماحول اسے دبا دے تو یہ کسی اور صورت میں ظاہر ہو سکتی ہے، جیسے غصہ، مایوسی یا بے حسی۔ یہاں شاعر محبت کے

اظہار سے گریز کر رہا ہے، جو شاید کسی گہرے جذباتی زخم یا مایوسی کی علامت ہو سکتی ہے۔

نتیجہ

محسن بھوپالی کا یہ شعر گہرے نفسیاتی اور سماجی عوامل کا عکاس ہے۔ یہ نہ صرف ایک فرد کی داخلی کشمکش بلکہ اجتماعی بے یقینی اور جذباتی جبر کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ نفسیاتی تنقید کے تحت یہ شعر اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ بیرونی عوامل کیسے کسی شخص کے جذباتی اظہار کو متاثر کر سکتے ہیں اور اسے اپنی محبت جیسے مثبت احساسات کو روکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔^(۱۱)

یہ محسن بھوپالی کا نہیں، بلکہ ساحر لدھیانوی کا شعر ہے اور مصنوعی ذہانت نے اس پر نفسیاتی نقطہء نظر سے تنقید کی ہے۔ مصنوعی ذہانت نے بڑی حد تک تنقید کا حق ادا کیا ہے۔ چیٹ جی پی ٹی نے مختلف حوالوں سے شعر کی توضیح کی ہے اور سکینڈ فرمڈ کے مختلف تصورات کے تحت اس کا تجزیہ پیش کیا ہے، اس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ مصنوعی ذہانت کی تنقیدی صلاحیت کافی بہتر ہے۔ اس تجزیہ میں یہ خامی اپنی جگہ کہ تنقید کرتے وقت شاعر کے معروضی حالات، اس کی نفسی اساس اور اس کے لاشعوری محرکات کو سامنے نہیں لایا گیا ہے، حالانکہ نفسیاتی تنقید تخلیقی شخصیت کی نفسی اساس، اس کی معروضی صورتحال اور انفرادی نفسیات کو سامنے لانے کا تقاضا کرتی ہے۔

نفسیاتی تنقید کے مخصوص مباحث کے حوالے سے ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

”نفسیاتی تنقید کے مخصوص مباحث کی یوں درجہ بندی کی جاسکتی ہے:

(الف) مختلف اصناف ادب کے نفسیاتی محرکات کا سراغ، وضاحت اور تخلیقی عمل یا مخصوص تخلیقات سے ان کے رابطہ کی تفہیم۔

(ب) تخلیق کار کی شخصیت کی نفسی اساس کی دریافت اور پھر اس کی روشنی میں تخلیقی شخصیت کا مطالعہ۔

(ج) نفسیاتی اصولوں کے سیاق و سباق میں مخصوص تخلیقی کاوشوں کی تشریح و توضیح اور پھر ان کے ادبی مرتبے کا تعین ہے۔“^(۱۲)

ادبی تنقید محض متن کے الفاظ کا مفہوم اور جملوں کے تجزیے تک محدود نہیں، بلکہ اس میں جذبات، تاریخی پس منظر، ثقافتی عوامل، اور انسانی تجربے کا بھی دخل ہوتا ہے۔ ابھی اے آئی ان پہلوؤں کو مکمل طور پر سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، مگر مصنوعی ذہانت کی کارکردگی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مستقبل میں اس کا معیار بہترین ہو گا، کیوں کہ ہر آئے دن اس کے ڈیٹا میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی تربیت ہو رہی ہے۔

کمانڈ: "تو نے دیکھی ہے وہ پیشانی وہ رخسار وہ ہونٹ زندگی جن کے تصور میں لوٹادی ہم نے تجھ پہ اٹھی ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں تجھ کو معلوم ہیں کیوں عمر گنوا دی ہم نے یہ کس کے اشعار ہیں؟ ان پر تنقید (تنقیدی دبستان کی کوئی شرط نہیں ہے) کیجئے۔"

جیمینائی:

"یہ اشعار فیض احمد فیض کی مشہور نظم "رقیب سے" سے لیے گئے ہیں۔

اشعار پر تنقید

یہ اشعار ایک گہرے جذبے اور پیچیدہ کیفیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ شاعر اپنے محبوب کے رقیب سے مخاطب ہے، لیکن اس انداز میں حسد یا نفرت کا کوئی واضح اظہار نہیں ہے۔ بلکہ ایک طرح کی مشترکہ یاد اور ماضی کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔

مثبت پہلو

جذبائی گہرائی: اشعار میں ایک دہی ہوئی اداسی اور کھوئے ہوئے لمحات کا درد محسوس ہوتا ہے۔ محبوب کی پیشانی، رخسار اور ہونٹوں کا تذکرہ ان کی خوبصورتی اور شاعر کے دل پر ان کے گہرے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔
تصوراتی طاقت: "زندگی جن کے تصور میں لٹادی ہم نے" جیسی مصرعے محبوب کی یادوں کی اہمیت اور ان میں کھوئے رہنے کی کیفیت کو بہت موثر انداز میں بیان کرتے ہیں۔

ندرت خیال: رقیب سے اس طرح مخاطب ہونا اور اس کے ساتھ ماضی کی یادوں کو جوڑنا ایک نیا اور منفرد خیال ہے۔ اس سے ایک وسیع تر انسانی تجربے کی طرف اشارہ ملتا ہے جہاں محبت اور جدائی کے جذبات پیچیدہ اور باہم منسلک ہو سکتے ہیں۔

سادگی اور روانی: اشعار کی زبان سادہ اور عام فہم ہے لیکن اس میں ایک خاص قسم کی روانی اور موسیقیت موجود ہے جو قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

منفی پہلو

مبہم کیفیت: اگرچہ جذبائی گہرائی موجود ہے، لیکن رقیب کے ساتھ اس مشترکہ احساس کی نوعیت قدرے مبہم ہے۔ یہ واضح نہیں ہوتا کہ شاعر اس سے ہمدردی محسوس کر رہا ہے یا محض ماضی کی یادوں کو تازہ کر رہا ہے۔

تکرار کا احساس: بعض مصرعوں میں ایک ہا کا ساتھ تکرار کا احساس ہوتا ہے، جیسے "تو نے دیکھی ہے وہ پیشانی، وہ رخسار، وہ ہونٹ" اور پھر "تجھ پہ اٹھی ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آکھیں"۔ اگرچہ یہ محبوب کی مختلف صفات پر زور دیتے ہیں، لیکن ان میں مزید تنوع لایا جاسکتا تھا۔

مجموعی طور پر

یہ اشعار فیض کی شاعری کی ایک عمدہ مثال ہیں جن میں گہرے انسانی جذبات کو سادہ اور موثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان میں ایک خاص قسم کی کشش اور اداسی پائی جاتی ہے جو قاری کو دیر تک اپنے سحر میں مبتلا رکھتی ہے۔ مبہم کیفیت اور تکرار کے ہلکے سے احساس کے باوجود، ان اشعار کی مجموعی تاثیر بہت گہری اور دلنشین ہے۔ (۱۳)

یاد رہے کمانڈ دیتے وقت "لنا" کا املا "لوٹا" لکھا گیا تھا، تجزیہ کرتے وقت مصنوعی ذہانت نے درست املا کا استعمال کیا۔

ان اشعار پر جیمینائی نے تنقید کی ہے۔ کمانڈ دیتے وقت کسی بھی تنقیدی دبستان کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی، تاکہ دیکھا جائے کہ جیمینائی اشعار کے مزاج، لفظیات اور شاعرانہ فضا دیکھ کر کس نوعیت کی تنقید پیش کرتی ہے؟ جیمینائی نے جو تجزیہ پیش کیا ہے، اس کا تعلق کسی بھی تنقیدی دبستان سے نہیں ہے۔ اس کو ہم صرف تشریح یا توضیح کہہ سکتے ہیں۔ اس میں صرف لفظوں کے مفاہیم واضح کیے گئے ہیں۔

تحقیقی نتائج

ادبی تنقید اور تجزیے میں مصنوعی ذہانت کے استعمال سے نئے امکانات پیدا ہوئے ہیں۔ اردو ادب میں مصنوعی ذہانت کا کردار وقت کے ساتھ ساتھ مزید مستحکم ہوتا جا رہا ہے، لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ یہ انسانی نقاد کی جگہ لے لے گی، بلکہ یہ ایک معاون کا کردار ادا کرے گی، کیوں کہ ادبی تنقید اور تخلیق بنیادی طور پر انسان کے انفرادی شعور، اجتماعی لاشعور، مشاہدات اور جذبات و احساسات سے جڑی ہوئی چیزیں ہیں۔ مصنوعی ذہانت ان پہلوؤں میں ایک حد تک مدد تو کر سکتی ہے، لیکن مکمل طور پر انسانی نقادوں اور تخلیق کاروں کی جگہ نہیں لے سکتی، البتہ یہ سطحی اور خود ساختہ نقادوں کے لیے خطرے کی گھنٹی کے مترادف ہے۔

حوالہ جات

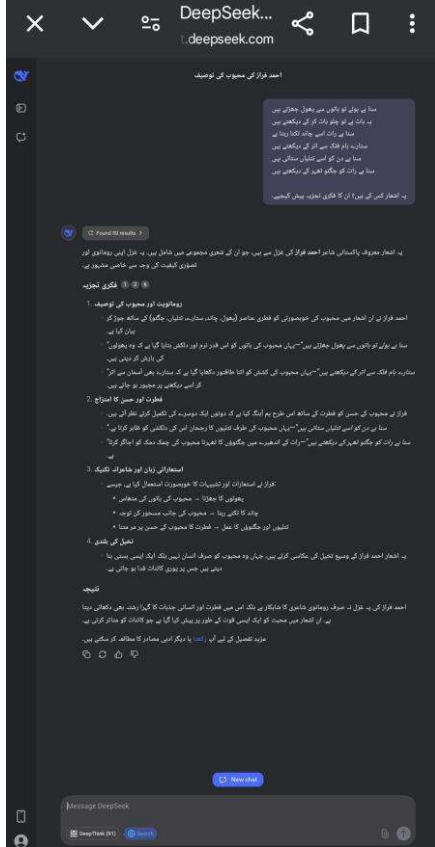
- ۱۔ ذیشان الحسن عثمانی، نثارشید، مصنوعی ذہانت، اسلام آباد: گفتگو پبلی کیشنز، مئی ۲۰۲۰ء، ص ۳۴
- ۲۔ یووال نوح ہراری، آرٹیفیشل انٹیلی جنس اور نیا عالمی نظام، مترجم: بطریس رضا، لاہور: فلکشن ہاؤس، ۲۰۲۳ء، ص ۲۵
- ۳۔ ریمنڈ، آن لائن، دیکھیے لفظ: تجزیہ
- ۴۔ ڈاکٹر، عبادت بریلوی، اردو تنقید کا ارتقا، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۹ء، ص ۲۸
- ۵۔ نور الحسن نقوی، فن تنقید اور اردو تنقید نگاری، علی گڑھ: ایجو کیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۰ء، ۱۲۳۱۱
- ۶۔ چیٹ جی پی ٹی کے اس سوال کا جواب: میرا قلم نہیں کردار اس محافظ کا۔۔۔۔ ان اشعار کی تشریح اور معنیاتی تجزیہ کیجیے، اوپن اے آئی (Open AI)۔ تاریخ ملاحظہ: ۰۳ اپریل ۲۰۲۵ء



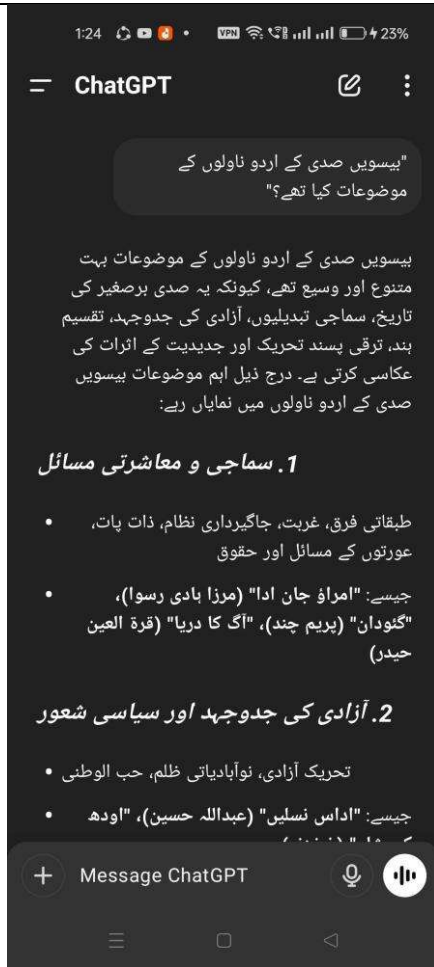
۷۔ ڈیپ سیک کے اس سوال کا جواب:

سنہا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں
 سنہا ہے رات اسے چاند تکتا رہتا ہے ستارے بام فلک سے اتر کے دیکھتے ہیں
 سنہا ہے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں سنہا ہے رات کو گلگو ٹھہر کے دیکھتے ہیں

یہ اشعار کس کے ہیں؟ ان کا فکری تجزیہ پیش کیجیے۔ "اے آئی۔ تاریخ ملاحظہ: ۲۷ اپریل ۲۰۲۵ء

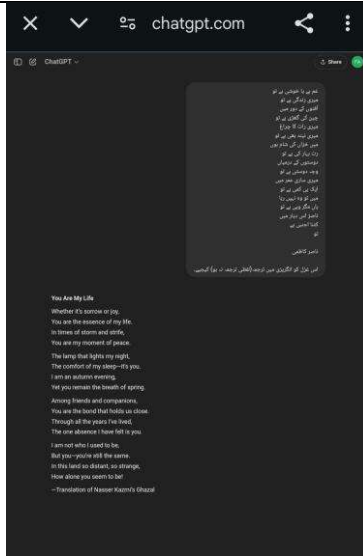


۸۔ چیٹ جی پی ٹی کے اس سوال کا جواب: "بیسویں صدی کے اردو ناولوں کے موضوعات کیا تھے؟"، اوپن اے آئی (Open AI)۔ تاریخ ملاحظہ: ۰۴ اپریل ۲۰۲۵ء



9- چیٹ جی پی ٹی کے اس سوال کا جواب: "غم ہے یا خوشی ہے تو۔۔۔ اس غزل کو انگریزی میں ترجمہ (لفظی ترجمہ

نہ ہو) کیجیے۔"، اوپن اے آئی (Open AI)۔ تاریخ ملاحظہ: ۰۳ اپریل ۲۰۲۵ء



۱۰۔ ڈاکٹر محمد عامر، "اردو ترجمہ اور روایت"، ۱۱ اکتوبر ۲۰۲۰ء۔

<https://www.urdulinks.com/urj/?p=4362>

۱۱۔ چیٹ جی پی ٹی کے اس سوال کا جواب: "ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت اے مطرب ابھی حیات کا ماحول خوش گوار نہیں

یہ شعر کس کا ہے؟ نفسیاتی تنقید کے تحت اس کا تجزیہ کیجیے۔"، اوپن اے آئی (Open AI)۔ تاریخ ملاحظہ: ۰۳ اپریل ۲۰۲۵ء



۱۲۔ ڈاکٹر سلیم اختر، تنقیدی دبستان، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۴

۱۳۔ جیمینائی کے اس سوال کا جواب: "تو نے دیکھی ہے وہ پیشانی وہ زرخار وہ ہونٹ زندگی جن کے تصور میں لوٹادی

ہم نے تجھ پہ اٹھی ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں تجھ کو معلوم ہے کیوں عمر گنوا دی ہم نے

یہ کس کے اشعار ہیں؟ ان پر تنقید (تنقیدی دبستان کی کوئی شرط نہیں ہے) کیجیے۔" گوگل اے آئی (Google AI)

(AI)۔ تاریخ ملاحظہ: ۰۳ اپریل ۲۰۲۵ء

